حصہ دوم

سوال نمبر 2

(iii)

جواب: سبق: ایک وصیت کی تعمیل، مصنف: فرحت اللہ بیگ

حیدر آباد جلسے کی غلط فہمی:

حیدر آباد کے جلسے میں مولوی فضل الحق نے لوگوں کو مصروف رکھنے کے لیے مولوی کریم الدین کے والد کا پانی پت سے دہلی کا سفر مزاحیہ انداز میں بیان کیا۔ اُن کے پھٹے جوتے، غبار لگے کپڑے کا ذکر کیا اور انہوں نے اشارہ مولوی کریم الدین کی طرف کیا مگر لوگوں کو لگا کہ انہوں نے اشارہ مولوی وحید الدین کی طرف کیا ہے۔ چونکہ مولوی وحید الدین کے والد کا تعلق بھی پانی پت سے ہی تھا اور دونوں کے کاروبار بھی ایک جیسے ہی

تھے۔ جس کی وجہ سے لوگوں کے درمیان غلط فہمی پیدا ہوگئی۔ جب بھی لوگ مولوی وحیدالدین کے پاس اُس واقعے کے بعد جاتے تو کبھی وہ ہنسی مذاق میں بات کو ٹال دیتے تو کبھی غصے میں۔

(۱۷)

جواب:

استدراک:

جب دو جملے باہم مقابل ہوں اور اُن کے درمیان چونکہ، کیونکہ، اگر، مگر، بلکہ وغیرہ آجائے تو اُسے استدراک جملے کہتے ہیں۔

مثالیں:

- تم نالائق ہی نہیں بلکہ کام چور بھی ہو۔
- فاطمہ اچھی ہے مگر اُس کا مزاج تھوڑا عجیب ہے۔
- وہ اچھی نہیں بلکہ بہت بری ہے۔
- وہ اس وجہ سے لڑاکا ہے کیونکہ اُس کی ماں لڑاکا تھی۔
- میں یہ کام وقت پر کر لیتی اگر تم میری مدد کرتی۔

(۷)

جواب:

اشفاق احمد نے اپنے افسانے "محسن محلہ" میں ماسٹر الیاس کا ذکر کیا ہے۔

ماسٹر الیاس:

ماسٹر الیاس ایک نہایت ہی شریف اور سیدھے آدمی تھے۔ انہیں زمانے کے ساتھ چلنا نہیں آتا تھا۔ وہ جھوٹ نہیں بولتے تھے، ہیرا پھیری نہیں کرتے تھے، کسی مبالغے سے پیش نہیں آتے تھے۔ شیخی نہیں بگھارتے تھے۔ وہ اتنے سادھے تھے کہ وہ انسان ہی نہیں لگتے تھے۔

اشفاق احمد نے اپنے افسانے میں لوگوں کا ماسٹر الیاس سے دوستی نہ رکھنے کی وجوہات بھی بیان کی ہیں۔

دوستی نہ رکھنے کی وجوہات:

ایک تو وہ انتہائی شریف آدمی تھے۔ اس کے علاوہ اُن کی گفتگو میں اتنی غلطیاں ہوتی تھیں۔ جس کی وجہ سے لوگ اُن کی صحبت

سے تنگ ہو جاتے اور چلے جاتے۔ وہ معاشرے اور محلے پر بوجھ سمجھے جاتے تھے۔ ان سب وجوہات کی وجہ سے ان کا کوئی بھی دوست نہیں تھا۔

(vi)

جواب:

سبق کا نام: صائس

مصنف کا نام: احمد ندیم قاسمی

راجہ صاحب کا بزرگ کو جواب:

ایک دن جب راجہ صاحب اور خواجہ صاحب باہر اکٹھے کہیں جا رہے تھے تو ایک بزرگ نے انہیں روکا اور کہا کہ اپنی بیویوں کو سمجھائیں کہ لڑائی نہ کریں اس سے پورا محلہ بدنام ہو رہا ہے تو راجہ صاحب نے کہا کہ:

"یہ عورتوں کا معاملہ ہے اس میں دخل دیتے ہوئے اچھے نہیں لگتے۔ اسے عورتوں کو خود حل کرنے دیجیے۔ اگر آپ اپنی بیوی سے کہہ کر ان کے ذریعے ہماری بیویوں کو سمجھائیں تو یہ بہت مناسب ہوگا۔ ساتھ میں رکھے گئے دو

ہرتن بھی نہ اٹھتے ہیں یہ تو پھر جیتی جاگتی زندہ انسان ہیں

(viii)

جواب:

سبق کا نام: منظور
مصنف کا نام: سعادت حسن منٹو

خلاصہ:

سعادت حسن منٹو نے اپنے افسانے "منظور" میں منظور کو بطور مرکزی کردار پیش کیا ہے جو کہ ایک خوش مزاج لڑکا تھا۔ خود بھی خوش رہتا اور دوسروں کو بھی خوش رکھتا۔ منظور اپنے والدین کا اکلوتا بچہ تھا۔ ایک دن جب وہ کھیل کود کر گھر آیا تو ٹھنڈے پانی سے نہانے کی وجہ سے اُسے فالج کا حملہ ہوا کیونکہ اُس کا جسم گرم اور پانی ٹھنڈا تھا۔ فالج کی وجہ سے اُس کا نچلا دھڑ مفلوج ہو گیا۔ تب سے ہی وہ ہسپتال میں تھا۔

ایک دن ایک دل کا مرض کا مریض اُس کے ساتھ والے بستر پر لایا گیا جس کی طبعیت بہت خراب تھی

سب کا یہ خیال تھا کہ وہ مر جائے گا مگر وہ بچ گیا۔ وہ بھی منظور کی دعاؤں کی وجہ سے جو اُس نے دل سے مانگی تھیں۔ اختر کے لیے وہ ایک مسیحا کی طرح تھا۔ اور وہ اُس سے بہت پیار کرتا تھا۔

منظور صبح اُٹھ کر سب کو سلام کرتا۔ ہسپتال کے سب لوگوں کے ساتھ اُس کی بات چیت تھی۔ سب اُس سے پیار کرتے تھے اور اس سے ہمدردی رکھتے تھے۔ سب اُس کی صحت یابی کے لیے دعائیں کرتے اور یہ کہ وہ گھر جلدی چلا جائے مگر وہ گھر اس لیے نہیں جانا چاہتا تھا کیونکہ پھر وہ گھر میں بہت اکیلا ہوتا اور اُسے تنہائی پسند نہ تھی۔

لیکن آخر میں منظور بیماری سے ہار گیا اور دم توڑ بیٹھا۔ اُس کی موت سب کے لیے ایک بہت بڑا صدمہ تھی۔

(ز)

جواب: سبق کا نام: حاجی اورنگ زیب مصنف کا نام: مشتاق احمد یوسفی

حاجی اورنگ زیب کے خط کا خلاصہ:

حاجی اورنگ زیب جب

کراچی سے پشاور پہنچے تو انہوں نے بشارت صاحب کو ایک خط لکھا۔ جس کے نکات درج ذیل ہیں۔

حاجی صاحب نے کہا کہ کراچی آنے سے ایک ہفتہ پہلے مجھے ڈاکٹر نے پیٹ کے السر کی تشخیص کی تھی اور کہا کہ زندگی کے آخری چند لمحات خوشی سے گزارو۔

میں نے دور دور تک دیکھا مگر مجھے آپ جیسا مہمان نواز اور خوش اخلاق بندہ نظر نہیں آیا۔ بس میں نے اپنا سامان اُٹھایا اور آپ کی طرف چل پڑا

خط لکھتے وقت بھی میری سانس اکھڑ رہی ہے اور یہ کمبخت کھانسی نے ناکارہ بنا دیا ہے۔ تمہاری بھابھی بھی میری یہ حالت دیکھ کر منہ چھپا کر روتی ہے۔

میں نے ایک بہت بڑا گھر بنایا ہے جس کے صحن میں دو سو کے قریب شاعر بیٹھ کر مشاعرہ کر سکتے ہیں۔ مجھ سے اگر کوئی بھول چوک ہوئی ہو تو معاف کر دینا۔ اگر آپ کی دل آزاری ہوئی ہے تو میں معذرت خواہ ہوں۔

گھر کے تمام افراد کو سلام اور بچوں کو ڈانٹ ڈپٹ اور پیار

(viii)

جواب:

سبق کا نام: کتبہ
مصنف کا نام: غلام عباس
مرکزی کردار: شریف حسین

اخلاقی سبق:

افسانہ "کتبہ" سے ہمیں یہ اخلاقی سبق ملتا ہے کہ زندگی اُمیدوں اور آرزوؤں کا دوسرا نام ہے۔ ایک پوری ہوتی نہیں کہ دوسری جنم لے لیتی ہے اور انسان اپنی ساری زندگی ان خواہشات کو پورا کرنے میں لگا دیتا ہے اور آخر میں اس کی موت کے ساتھ مٹی میں مل جاتی ہیں اور اس کے ہاتھ میں کچھ نہیں آتا۔ اس لیے آج کی زندگی میں جو کچھ میسر ہے اس پر راضی رہنا چاہیے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور اونچے خواب نہیں دیکھنے چاہیے اور جتنی چادر ہو اتنے پاؤں پھیلانے چاہیے۔ جو ہے اسی میں خوش و خرم رہنا چاہیے۔

(xii)

جواب:

نظم: بڑھے چلو
شاعر: اختر شیرانی

مرکزی خیال:

اختر شیرانی نے اس نظم میں نئی لوجوان نسلوں کو ہدایت دے رہا ہے۔

- کہ بڑھے چلو یعنی ہمیشہ آگے کی طرف دیکھو اور ترقی کی راہ پر چلتے رہو اور ترقی کی راہ پہ گامزن رہو۔
- آگے بڑھتے رہو اور کبھی ماضی کی طرف مڑ کے نہ دیکھو
- ہمیشہ اپنے ملک و قوم کی ترقی کے لیے آگے بڑھ کر خدمت کرو اور ملک و قوم کا نام روشن کرو۔
- اپنے اندر آگے بڑھنے کا جوش و جذبہ رکھو اور اپنے گرم خون کو ٹھنڈا ہونے نہ دو۔

آگے بڑھ کر اپنے ملک و قوم کی ترقی کے لیے محنت کرو اور کبھی بھی کسی قسم کی قربانی سے گریز نہ کرو۔

(xi)

جواب:

سبق کا نام: سقراط
مصنف کا نام: مہدی افادی

سقراط پر الزامات:

سقراط سے حسد کرنے والوں نے سقراط پر مندرجہ ذیل الزامات لگائے کہ

- سقراط نوجوانوں میں وطن مخالف کے جذبات اُبھار رہا ہے۔
- سقراط ایتھنس کے نوجوانوں کو خراب کر رہا ہے۔
- سقراط نوجوانوں کو والدین کی اطاعت سے روک رہا ہے۔

سقراط کی سزا:

جب سقراط کو عدالت میں پیش کیا گیا تو عدالت نے اُسے مجرم قرار دے دیا اور اُسے سزائے موت سنا دی۔ اُس وقت یونان میں سزائے موت کے لیے زہر کا پیالہ دیا جاتا تھا اور سقراط کو جب زہر کا پیالہ دیا گیا تو اس نے بلا تکلف اُسے ہونٹوں سے لگایا اور ہمیشہ کے لیے امر ہو گیا۔

(xiii)

جواب:

رموز و اوقاف:

٧٩ علامات جو دو لفظوں یا دو جملوں کو الگ کرنے کے لیے استعمال ہوں رموز و اوقاف کہلاتے ہیں

تفصیلیہ:

تعریف:

تفصیلیہ تفصیل دینے کے لیے استعمال ہوتی ہے (:)

کسی چیز کی وضاحت کے لیے اور مضمون کے اہم نکات بیان کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔

علامت : (:-)

مثالیں :

- میرے بس کے سفر کی روداد سنو :- کل میں ......
- لائبریری میں کتب کی مندرجہ ذیل فہرست ہے :- گرائمر ....
- مضمون کے نکات مندرجہ ذیل ہے :-

{حصہ سوم}

{سوال نمبر ٤}

(الف)

نظم کا نام: جوابِ شکوہ
شاعر کا نام: علامہ محمد اقبال
انتخاب: بانگِ درا

تشریح:

اس شعر میں حکیم الامت شاعر علامہ اقبال مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ آج کل کے مسلمان تو ہاتھ اور جسم سے عبادت کرتے ہیں مگر اُن کے دل اُن عبادات میں شامل نہیں ہوتے، اُن کے دل ان سے بےزار ہوتے ہیں اور اپنی فانی زندگی میں مشغول ہوتے ہیں۔ شاعرِ مشرق مزید فرماتے ہیں کہ وہ مسلمان جو کبھی آپؐ کا فخر و غرور تھا۔ آج وہ اُمتی پیغمبروں کی شرمندگی اور رسوائی کا باعث بن گیا ہے۔ اُمتی کے وہ ہاتھ بت شکنی کے لیے ہوتے تھے، آج وہ ہاتھ اُنہیں بتوں کی بناوٹ سجاوٹ اور عبادت کے لیے اُٹھتے ہیں۔ شاعر مزید فرماتے ہیں کہ جتنے لوگ اُٹھ گئے وہ بت شکن ہیں اور جتنے رہ گئے وہ بت گر ہیں۔ ہمارے قومی شاعر مزید صنعت تلمیح کا استعمال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ابراہیمؑ جن کے باپ دادا مسلمان نہ تھے مگر پھر بھی حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے کو کے ساتھ مل کر

اللہ تعالیٰ کے لیے بے بہا قربانیاں دیں اور اس مذہب اسلام کا بول بالا کیا مگر آج کل کے مسلمان دین اسلام کی تمام تعلیمات کو بھلا بیٹھے ہیں۔ آج یہ لوگ تفرقات میں پڑ کر غرق ہو گئے ہیں۔

شاعر علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ آج کل کے مسلمان ذات پات اور اونچ نیچ پر یقین کرتے ہیں۔ آج ہر انسان اپنا اپنا مذہب اور قبلہ بنا بیٹھا ہے اور اپنے ایک رب اللہ تعالیٰ کی تمام احکامات کو بھلا بیٹھا ہے اور اپنے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کے لیے باعث رسوائی بن بیٹھا ہے۔ اس نے اللہ سے کیے گئے تمام وعدوں کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ آج کا مسلمان خود کچھ بھی نہیں کر سکتا اور اپنا تمام دار و مدار دوسروں پر کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج کا مسلمان ترقی نہیں کر سکتا

شاعر فرماتے ہیں کہ آج کل کے مسلمانوں کے پاس کچھ بھی پرانے مسلمانوں کا کچھ بھی نہیں ہے۔ آج شراب خانے بھی کھلے ہیں۔ دوسروں کے غلام ہیں اور غیر مسلموں کی پیروی کرنے والے ہیں۔ مسلمانوں میں اب مسلمانوں کا کچھ بھی باقی نہیں

سوال نمبر 3

الف

حوالہ متن:

سبق کا نام: فاقہ میں روزہ
مصنف کا نام: خواجہ حسن نظامی
ماخوذ از: بیگمات کے آنسو۔

سیاق و سباق کا حوالہ:

اس سبق میں مصنف نے مغل سلطنت کی بربادی کا ذکر کیا ہے اور اس کے بعد مسلمانوں کو درپیش مسائل کا ذکر بھی کیا ہے۔ انگریزوں کے دہلی پر حملہ کرنے سے پہلے مسلمانوں کی زندگی عیش و عشرت میں گزر رہی تھی۔ ان کے پاس کسی چیز کی کمی نہ تھی۔ مگر انگریزوں کے حملے کے بعد مسلمانوں کے زوال کا دور شروع ہو گیا۔ لوگ کھانے کے لیے ترسنے لگے۔ ان حالات میں مغل خاندان کی حالت بہت بدتر تھی۔ مصنف نے اس سبق میں آخری مغل

بادشاہ بہادر شاہ ظفر کے بھانجے کا ذکر کیا ہے جن کا نام مرزا شہ زور تھا جو دہلی کی تباہی کا آنکھوں دیکھے گواہ تھے۔ انگریزوں کے حملے کے بعد کو بختے بچا ز دہلی سے بہت مشکل سے نکلا اور میواتیوں کے گاؤں میں پناہ لے لی۔ پہلے ان لوگوں نے ان کی بہت خدمت کی۔ مگر آخر وہ بھی تنگ ہو گئے اور انہیں خستہ حال کوٹھی میں جگہ دی اور وہاں وہ بہت مشکل سے زندگی گزاری۔

تشریح:

مرزا شہ زور کی شریک حیات بچپن عیش و عشرت میں پلی بڑی مگر 1857 کی جنگ کے بعد جو تکلیفات برداشت کی وہ ان کی ہلاکت کے لیے کافی تھے مگر کسی طرح سے ان کی جان بچ گئی مگر بعد کے حالات کا ایسا دھچکا انہیں لگا کہ وہ برداشت نہ کر سکیں اور اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھی۔

صبح کے وقت جب گاؤں والوں کو ان کی موت کی دردناک خبر پہنچی تو انہوں نے کفن دفن کا انتظام کیا اور دوپہر کو ان کی تجہیز و تدفین کے بعد موت کے آغوش میں جا کر سو گئی اور مصائب اور تکالیف برداشت کرتے کرتے اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھی کیونکہ وہ ان تکالیف کی

عادی نہ تھیں اور زندگی ایک شہزادی کی طرح عیش و عشرت میں گزاری تھی اور تکالیف برداشت کرنے کی ہمت نہ تھی اور دنیائے فانی سے رخصت ہو گئی۔

{سوال نمبر 5}

{ب}

مضمون:

میرا پسندیدہ مشغلہ

ہر انسان کی زندگی کا کوئی نہ کوئی مشغلہ ہوتا ہے جو وہ بہت شوق سے کرتے ہیں اور اس میں بہت زیادہ خوشی محسوس کرتے ہیں ویسے تو لوگوں کے بہت سے مختلف مشغلے ہوتے ہیں مگر میرا پسندیدہ مشغلہ تاریخی اور تحقیقی کتابوں کا مطالعہ کرنا ہے۔

اپنے مشغلے کی وضاحت

کریں مضمون کو مکمل بنایا کریں

کتابوں کے مطالعے سے علم میں اضافہ:

کتابوں کا مطالعہ کرنے سے ہمیں نئی نئی چیزوں کے بارے میں آگاہی ملتی ہے۔ کتابوں کا مطالعہ کرنے سے ہمیں تاریخ کے اہم حالات و واقعات کا علم ہوتا ہے۔ کتابوں کا مطالعہ ہمیں اخلاق و آداب سکھاتا ہے۔ کتابوں کے مطالعے سے ہمارے فہم میں اضافہ ہوتا ہے اور ہم بڑے بڑے مسائل آسانی سے حل کر لیتے ہیں۔

تاریخی واقعات:

کتابوں کا مطالعہ کرنے سے ہمیں بہت سے تاریخی واقعات کا پس منظر پتا چلتا ہے۔ جیسے پاکستان کے وجود میں آنے کے واقعات کہ کیسے مسلمانوں نے عظیم راہنماؤں کے ساتھ مل کر اپنی جانوں کی پرواہ کیے بغیر ہمارے لیے آزاد وطن کے حصول کا خواب عمل میں لایا۔ اسی طرح ہمیں اپنے ملک کے دوسرے ممالک کے ساتھ اچھے بُرے تعلقات کا بھی علم ہوتا ہے اور ہمیں اپنے وطن کے دشمن عناصر سے آگاہی فراہم ہوتی ہے۔

دنیاوی مسائل:

کتابوں کے مطالعے سے ہمیں دنیاوی

مسائل کے بارے میں علم ہوتا۔ جیسے کہ درجہ حرارت کا زیادہ ہونا، زمین کی گردش کا تیز ہونا، دنیا میں جنگ اور امن کے بارے میں بھی پتا چلتا ہے اور ہم اس کو حل کرنے کی اپنی طرف سے کوشش کرتے ہیں اور معیشت کے بارے میں معلومات اور اُس کا حل بھی کتابوں کے مطالعے سے ہی آتا ہے۔

دینی مسائل:

کچھ دینی مسائل اس طرح ہوتے ہیں کہ ہم اُسے دوسروں سے جا کر بھی نہیں پوچھ سکتے تو اُن کا مسائل حل کرنے کے لیے ہم کتابوں کا سہارا لیتے ہیں اور ہمیں آسانی سے ہمارے مسئلے کا حل اُن کتابوں میں مل جاتا ہے اور ہمیں دوسروں سے پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔

مطالعہ کے فوائد:

مطالعہ جو ہم کرتے ہیں اُس کے بے انتہا فوائد ہیں جیسے کہ مندرجہ ذیل نیچے بیان کیے گئے ہیں

ذہن کا تیز ہونا:

کتابوں کے مطالعے سے ذہن تیز ہوتا

ہوتا اور دماغ زیادہ سے زیادہ مطالعہ کرنے کی صلاحیت حاصل کرتا ہے اور زیادہ سے زیادہ مسائل کا حل تلاش کرتا ہے۔

زبان کی پختگی:

کتابوں کے مطالعہ کرنے سے زبان میں پختگی آتی ہے۔ انسان جتنی زیادہ کتابوں کا مطالعہ کرتا ہے اُسے اتنی ہی زبانوں پر عبور حاصل ہوتا ہے۔

کتابوں کو جمع کرنا:

ہم جتنا کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اتنی ہمارے پاس کتابیں جمع ہوتی ہیں۔ اتنا ہی ہم اس سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں اور دوسرے لوگ ہم سے کتابیں لے کر فائدہ حاصل کر سکتے ہیں اور ہم اپنا حاصل کیا ہوا علم دوسروں تک بھی پہنچا سکتے ہیں۔

8

7

...S.E THE END KOHAT